UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 2 |January –June 2021
PP: 100-121

احیاءعلوم الدین میں قرآنی آیات سے مستنبط تصور علم کا تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of Concept of Knowledge Derived from the Quranic Verses Mentioned in Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn

Muhammad Fiaz Aziz
Ph.D., Scholar. Department of Quran and Tafseer, Allama Iqbal Open University Islamabad, Pakistan
Email: alaziz817@gmail.com

Dr. Abdul Hameed Khan Abbasi
Professor, Dean Faculty of Arabic and Islamic Studies, Allama Iqbal Open University Islamabad, Pakistan
Email: a_hameed_k@hotmail.com
DOI: 10.33195/journal.v4i02.341

Abstract:
This article intends to illustrate the Qur'ānic verses narrated in the book of knowledge (kitāb-ul-'Ilm) and their interpretation mentioned in the treatise Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn (The Revival of the Religious Sciences) written by Abū Ḥāmid al-Ghazalī. There are 136 Qur'ānic verses have been cited in Knowledge Book (Kitab-ul-Ilm). In this article all these verses have been studied analytically. Though Imām al-Ghazalī is multidimensional personality but in the 'book of knowledge' (kitāb-ul-'Ilm)) he has elegantly described knowledge, its classification, manners for students and teachers and also the catastrophes of (harmful) knowledge. Emerging social evils of modern era, increasing along with development of knowledge have also been discussed according to interpretation of Qur'ānic verses. The distinctiveness of Imām al-Ghazalī in the interpretation of Holy verses has also been analysed. This article also shows that Imām al-Ghazalī is also a great interpreter (mufassir) of Holy Qur'ān.
Keywords: *Interpretation, exegeses, Qur'ānic Verses, knowledge, Catastrophes, Distinctiveness, īmām Ghazalī, Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn.*

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی صورت میں اخلاقیات کا مکمل نظام امت محمدیہ کو عطا فرمایا ہے۔احیاء علوم الدین میں امام غزالیؒ نے اخلاقیات کے حوالہ سے خوبصورت ابحاث تحریر فرمائی ہیں۔امام غزالیؒ ایک ہمہ جہت شخصیت ہیں۔آپؒ فلفسی، مفسر، محدث، فقہی اور صوفی منش انسان ہیں۔امام غزالیؒ نے علم و فن کے عروج کے دور میں آنکھ کھولی اور علم و حکمت اور فلفسہ کی موشگافیوں میں مصروف رہے۔ مگر جب امام غزالیؒ کو احساس ہوا

کے اہل اسلام اور بالخصوص علماءِ اسلام جو کے انبیاء کرام کے وارث ہیں وہ علم کی بجائے ریاکاری اور مقصدِ تعلیم یعنی فلاحِ آخرت کی بجائے دنیا کی رنگینی میں مشغول ہیں تو آپ نے دینی علوم کو از سرِنو زندہ کرنے کے لیے قرآن واحادیث کی روشنی احیاء علوم الدین تحریر فرمائی۔

امام غزالیؒ نے اس عظیم شاہکار میں عبادات، عادات، مہلکات اور منجیات پر 1600 سے زاہد قرآنی آیات اور ان کے ضمن میں تفسیری نکات ذکر کئے ہیں۔ علم کے باب میں امام غزالی نے 136 آیات بطورِ استشہاد نقل کی ہیں۔اس مقالہ میں علم کے حوالہ ست تفسیری نکات کا تجزیاتی مطالعہ کیا جائے گا۔

علم کا آغاز تخلیقِ آدم سے ہی" وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ كُلَّهَا "[1] کے فرمان سے ہوا اور پھر ہر دور میں علم کی تعریف واقسام پر بحث ہوتی رہی۔ امام غزالی کا فلسفہ تعلیم پوری دنیا میں اہمیت کا حامل رہا ہے۔امام غزالیؒ اپنے دور کے بہت بڑے مفکر، فلسفی، ماہر فقہ اور ماہر تعلیم تھے۔امام صاحبؒ اتنی عظیم شخصیت کے مالک تھے کہ دنیا آج تک ان کے علم کا لوہا مانتی ہے۔ان کے خیالات اور نظریات آج تک لوگوں کے دلوں کو گرمارہے ہیں۔ آپ نے تعلیم میں نئے نظریات پیش کئے۔ امام صاحبؒ کے نزدیک تعلیم کا مقصد صرف معلومات فراہم کرنا نہیں تھا۔ آپؒ نے اس بات پر زور دیا کہ تعلیم کے ذریعے ایک طالب علم روحانیت سے روشناس ہو سکتا ہے اور اللہ تعالی کی خوشنودی حاصل کر سکتا ہے۔انہوں نے مذہبی اور غیر مذہبی مضامین میں تفریق کی۔ تمام علوم کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ پہلا حصہ جو فرض عین کے نام سے مشہور ہے جو ہر مسلمان کے لئے لازمی ہے اور دوسرا حصہ فرض کفایہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔امام صاحبؒ نے نصاب تعلیم کی بھی اصلاح کی۔ آپؒ نے ہر مضمون کے لئے کتابوں کی نوعیت اور ضخامت بھی مقرر کی۔ منطق اور فلسفہ کو نصابِ تعلیم میں داخل کیا۔امام صاحبؒ نے نظام تعلیم میں انقلابی تبدیلیاں پیدا کیں۔ طلباء اور اساتذہ دونوں کے لئے ایسے مفید اور کارآمد اصول مقرر کئے کہ ان پر عمل پیرا ہو کر قابل اور مثالی اساتذہ پیدا ہو سکتے ہیں۔ اسکے علاوہ علم کے ساتھ پیدا ہونے والی روحانی بیماریوں کا تذکرہ اور ان کا علاج تفصیلاً ذکر کیا گیا ہے۔

علم کی فضیلت

امام غزالیؒ نے علم اور تعلیم کی فضیلت پر 14 آیات کو بطور دلیل پیش کیا ہے۔ذیل میں ان میں سے چند آیات اوران سے متعلقہ تفسیری نکات کو ذکر کیا جائے گا۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۙ وَالۡمَلٰٓـئِكَةُ وَاُولُوا الۡعِلۡمِ قَآئِمًاۢ بِالۡقِسۡطِ [2]

شہادت دی اللہ تعالیٰ نے (اس بات کی کہ) بیشک نہیں کوئی خدا سوائے اس کے (یہی گواہی دی) فرشتوں نے اور اہل علم نے (ان سب نے گواہی دی کہ وہ) قائم فرمانے والا ہے عدل وانصاف کو۔

امام غزالی نے اس آیت مبارکہ سے استنباط کرتے ہوئے علم کی فضیلت یوں بیان کی ہے کے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فضیلت کے مراتب بیان کئے ہیں۔ پس فضیلت میں پہلا درجہ اللہ کا، دوسرا ملائکہ کا اور تیسرا علم والوں کا ہے۔

فانظر كيف بدأ سبحانه وتعالى بنفسه وثنى بالملائكة وثلث بأهل العلم؛ وناهيك بهذا شرفاً وفضلاً وجلاء ونبلاً[3]

ترجمہ: (دیکھئے اللہ تعالیٰ نے کس طرح اپنی پاک ذات سے آغاز فرمایا پھر ملائکہ اور علم والوں کا ذکر فرمایا۔ شرف و فضیلت اور عظمت وکمال کے لئے یہی کافی ہے)

امام غزالیؒ کے نزدیک اللہ اور ملائکہ کے بعد اہلِ علم کا مقام ہے اور یہ آیت اس پر دال ہے۔

فضیلتِ علم پر امام غزالی نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے واقعہ سے اس آیت کو بطور دلیل پیش کیا ہے۔

قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ[4]

عرض کی اس نے جس کے پاس کتاب کا علم تھا (اجازت ہو تو) میں لے آتا ہوں اسے آپ کے پاس

امام غزالیؒ کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر جناب آصف بن برخیا نے تختِ بلقیس علم کی طاقت سے لایا تھا جیسے کے آیت سے ظاہر ہے۔ پس یہ آیت فضیلتِ علم پر دلیل ہے۔ آپ اس آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں

تنبيهاً على أنه اقتدر بقوة العلم.[5]

ترجمہ: (اس میں تنبیہ ہے کہ علم کی طاقت سے وہ اس پر قادر ہوا۔ یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر آصف بن برخیا علم کی طاقت سے پلک جھپکنے میں تخت لانے پر قادر ہوئے)

معرفت الٰہی کے لیے بنیادی چیز علم ہے۔ علم کے بغیر حق و باطل میں تمیز تو درکنار بندہ اپنی معرفت بھی حاصل نہیں کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آخرت اور اعمال کی معرفت کے لیئے بھی علم کو شرط قرار دیا ہے۔ فرمایا:

وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا[6]

اور کہاں ان لوگوں نے جنہیں (دنیا کی بے ثباتی کا) علم دیا گیا تھا حیف تمہاری عقل پر۔ اللہ کا ثواب بہتر ہے اس کے لیے جو ایمان لے آیا اور نیک عمل کیے

امام غزالیؒ اس آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں

بين أن عظم قدر الآخرة يعلم بالعلم[7]

ترجمہ: (اس آیت میں بیان فرمایا کہ آخرت کی قدر و منزلت علم کے ذریعے ہی معلوم ہوتی ہے)

علم کی فضیلت میں امام غزالی نے درج ذیل آیت مبارکہ کو ذکر کیا ہے۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ [8]

اے اولاد آدم بیشک اتارا ہم نے تم پر لباس جو ڈھانپتا ہے تمہاری شرمگاہوں کو اور باعث زینت ہے۔

اور پرہیزگاری کا لباس وہ سب سے بہتر ہے

لباس کے حوالہ سے امام غزالی نے بہت لطیف نقطہ بیان کیا ہے۔ انسان چونکہ عزت و وقار کا طالب ہوتا ہے اور امام غزالی کے نزدیک عزت و وقار کا معیار بھی علم ہے اور اس آیت میں جو لباس کا لفظ استعمال ہوا ہے اس سے مراد بھی علم ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔ **يعني العلم، وريشاًيعني اليقين ، ولباس التقوى يعني الحياء** [9]

ترجمہ: (لباس سے مراد علم، ریشاً سے مراد یقین اور لباس التقوی سے مراد حیاء ہے)

امام غزالیؒ کی انفرادیت

امام غزلیؒ نے اس آیت میں لباس سے مراد علم لیا۔ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں اگر جمہور مفسرین کا مؤقف دیکھا جائے تو وہ لباس سے مراد حیاء، لباس، لباسِ آدم وغیرہ لیتے ہیں۔ امام سیوطی لکھتے ہیں ہے

وأخرج ابن جرير عن السدي في قوله { لباساً يواري سوءاتكم } قال : هي الثياب { ورياشاً } قال : المال { ولباس التقوى } قال : الإيمان[10]

ترجمہ: (ابن جریج نے سدی سے نقل کیا ہے کے آپ نے کہا ہے کے لباساً یواری سوءاتکم سے مراد کپڑا ہے اور ریاشاً سے مراد مال اور لباس التقویٰ سے مراد ایمان ہے)

اسی طرح تفسیر ضیاء القرآن میں اس آیت کی تفسیریوں بیان کی گئی ہے۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 2 |January –June 2021
PP: 100-121

"عرب کے بعد قبیلے طوافِ کعبہ کے وقت لباس اتار دیتے تھے۔ مرد اور عورتیں برہنہ ہو کر طواف کرتے اور اسے کمالِ تقویٰ خیال کرتے تھے۔ اس لئے یہاں خطاب کسی قوم یا قبیلے کو نہیں بلکہ لباس کی اہمیت بتاتے ہوئے ساری اولادِ آدم کو خطاب فرمایا جارہا ہے۔" [11]

اس آیت کی تفسیر میں امام غزالیؒ نے جو نقطہ بیان کیا ہے وہ آپؒ ہی کی انفرادیت ہے۔

فضیلتِ علم میں امام غزالی نے درج ذیل آیت کی تفسیر میں امام حسن بصری کا قول نقل فرمایا ہے۔

وقال الحسن في قوله تعالى " رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً "[12]

إن الحسنة في الدنيا هي العلم والعبادة، وفي الآخرة هي الجنة.[13]

ترجمہ: (حضرت حسن بصری نے اس آیت مبارکہ "اے ہمارے رب! عطا فرما ہمیں دنیا میں بھی بھلائی اور آخرت میں بھی بھلائی۔" کی تفسیر میں کہا ہے کہ دنیا میں حسنۃ سے مرد علم اور آخرت میں حسنۃ سے مراد جنت ہے۔)

یہاں پر بھی امام غزالی کی انفرادیت ہے کہ جمہور مفسرین نے فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً سے مراد مال، اولاد اور دنیاوی نعمتیں لی ہیں پس اس آیت کی تفسیر میں امام غزالیؒ نے جو نقطہ بیان کیا ہے وہ آپؒ ہی کی انفرادیت ہے۔

فضیلتِ تعلیم و تعلم

علم کی تحصیل اور پھر اسے دوسروں تک پہنچانا ایک مقدس فریضہ ہے۔ حضرت محمد ﷺ کی بعثت کے مقاصد میں سے ایک اہم ترین مقصد تعلیم دینا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ [14]

اور سکھائے انہیں یہ کتاب اور دانائی کی باتیں۔

اور خود نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ **وَإِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا** اور بے شک مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔[15]

امام غزالیؒ نے تعلیم دینے کی اہمیت و فضیلت پر 6 آیات نقل فرمائی ہیں۔ جن میں علم سکھانے کے وجوب اور کتمانِ علم کی حرمت پر تفسیری نکات درج ذیل ہیں۔

وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ [16]

اور ڈرائیں اپنی قوم کو جب لوٹ کر آئیں ان کی طرف تاکہ وہ (نافرمانیوں سے) بچیں۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 2 |January –June 2021
PP: 100-121

اللہ تعالٰی نے انسانی معاشرہ کی بہتری کے لیے قرآن مجید میں کئی راہنما اصول دیئے ہیں۔ علم دین کے ساتھ ساتھ کسبِ معاش اور رزقِ حلال کا حصول لازم ہے۔ پس تمام لوگ تو علمِ دین کے حصول میں مصروف نہیں ہو سکتے۔ لہذا یہ ذمہ داری معاشرہ کے چند افراد کے سپرد کی گئی ہے کہ وہ علمِ دین سیکھیں اور پھر اس کو باقی قوم تک پہنچاہیں۔ امام غزالیؒ بھی اس آیت میں انذار سے مراد علم سکھانا ہی لیتے ہیں۔ آپؒ لکھتے ہیں: **والمراد هوالتعليم والإرشاد.**[17] ترجمہ: (اس آیت میں انذار سے مراد انہیں علم سکھانا ہے اور ان کی راہنمائی کرنی ہے)

امام غزالیؒ نے تعلیم کے وجوب پر اس آیت کو بطور استشہاد پیش کیا ہے۔

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَیِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَ لَاتَكْتُمُوْنَهٗ[18]

اور یاد کرو جب لیا اللہ تعالٰی نے پختہ وعدہ ان لوگوں سے جنھیں کتاب دی گئی کہ تم ضرور کھول کر بیان کرنا اسے لوگوں سے اور نہ چھپانا اس کو۔

امام غزالیؒ نے علم سکھانا واجب قرار دیا ہے۔ اس آیت کی وضاحت یوں آپؒ لکھتے ہیں

"وهو إيجاب للتعليم." ترجمہ: (اس آیت سے علم سکھانے کا وجوب ثابت ہوتا ہے)[19]

جس طرح علم کو سکھانا واجب ہے اسی طرح صاحب علم کے لیے علم کا اظہار نہ کرنا اور اسکو چھپانا حرام ہے۔ اس کی دلیل میں امام غزالیؒ نے درج ذیل آیت مبارکہ ذکر فرمائی ہے۔

وَ اِنَّ فَرِیْقًا مِّنْهُمْ لَیَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَ هُمْ یَعْلَمُوْنَ[20]

اور بیشک ایک گروہ ان میں سے چھپاتا ہے حق کو جان بوجھ کر۔

امام غزالیؒ اس آیت کی وضاحت میں لکھتے ہیں۔

وهو تحريم للكتمان ترجمہ: (اس آیت سے پتا چلا کہ علم چھپانا حرام ہے)[21]

اور اس پر دلیل یہ آیت مبارکہ ہے۔

وَمَنْ یَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ[22] اور جو شخص چھپاتا ہے اسے تو یقیناً گنہگار ہے اس کا ضمیر

امام غزالیؒ نے کتاب العلم کے دوسرے اور تیسرے باب میں علم کی اقسام پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ فرضِ عین اور فرضِ کفایہ علم کے ضمن میں بعض علوم کو مذموم و ممدوح میں تقسیم کیا ہے۔ امام غزالیؒ کے نزدیک بعد الفاظِ علوم میں اس طرح تبدیلی کی گئی ہے کہ وہ اپنے حقیقی معنی کی بجائے اب برے معنی میں تبدیل ہو کر مذموم علوم

کی طرح ہو گئے ہیں۔ ایسے پانچ الفاظ جو لوگوں نے برے معانی کی طرف پھیر دیئے ہیں ان میں فقہ، علم، توحید، تذکیر اور حکمت ہیں۔ یہ نام تو اچھے ہیں مگر اب انہیں اصلی معنی میں استعمال نہیں کیا جاتا اس لیے اب جو لوگ ان سے متصف ہیں ان کی مذمت سے دل نفرت کرتے ہیں۔

فقہ

فقہ کے لغوی معنی سوجھ بوجھ کے ہیں مگر دورِ حاضر میں فقہ سے مراد فتاوی جات کا علم لیا جاتا ہے۔ جو شریعت کی نادر جزئیات اور انکی علتوں کا علم رکھتا ہو اسکو فقیہ کہا جاتا ہے۔ امام غزالیؒ کے نزدیک فقہ سے صرف فتاوی جات کا علم مراد لینا اور فقہ سے اسکو مختص کرنا جائز نہیں بلکہ آپ کے نزدیک فکرِ آخرت کا علم درحقیقت فقہ کہلاتا ہے۔ امام غزالی اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں۔

ولقد كان اسم الفقه في العصر الأول مطلقاً على علم طريق الآخرة ومعرفة دقائق آفات النفوس ومفسدات الأعمال وقوة الإحاطة بحقارة الدنيا وشدة التطلع إلى نعيم الآخرة واستيلاء الخوف على القلب[23]

ترجمہ: (اور اول زمانہ میں مطلقاً علمِ طریقِ آخرت، آفاتِ نفس کی باریکیوں کی معرفت، مفسداتِ اعمال، دنیا کی حقارت کا پورا احاطہ کرنا، آخرت کی نعمتوں سے اچھی طرح واقف ہونے اور دل پر خوف کے غالب رہنے کا نام فقہ ہے۔)

امام غزالیؒ نے فقہ سے جو مراد لیا ہے وہ صرف ان کا ذاتی مؤقف ہی نہیں بلکہ آپؒ نے فقہ کی جو تعریف کی ہے اس پر دلیل اللہ رب العزت کے کلام سے یہ پیش کی ہے۔

لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ[24]

تاکہ تفقہ حاصل کریں دین میں اور ڈرائیں اپنی قوم کو جب لوٹ کر آئیں ان کی طرف

اس آیت میں چونکہ دین کی فقہاۃ کے بعد انذار (ڈرانے) کا حکم ہے پس آپؒ اس آیت مبارکہ سے درج ذیل مفہوم اخذ فرماتے ہیں۔

وما يحصل به الإنذار والتخويف هو هذا الفقه دون تفريعات الطلاق والعتاق واللعان والسلم والإجارة؛ فذلك لا يحصل به الإنذار والتخويف، بل التجرد له على الدوام يقسي القلب وينزع الخشية منه كما نشاهد الآن من المتجردين له[25]

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 2 |January –June 2021
PP: 100-121

ترجمہ: (پس جس فقہ سے ڈرانا اور خوف دلانا حاصل ہوتا ہے وہ یہی ہے نہ کے طلاق، عتاق، لعان، سلم، اور اجارہ کے مسائل۔ کیونکہ ان سے خوف دلانا اور ڈرانا حاصل نہیں ہوتے بلکہ ہمیشہ اسی میں لگا رہنے سے دل سخت ہو جاتا ہے اور دل سے خوفِ خدا نکل جاتا ہے۔ جیسا کہ ہم ان لوگوں کا حال دیکھتے ہیں جو اسی کہ ہو کر رہ گئے جیسے کہ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے۔)

لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا [26] ان کے دل (تو) ہیں لیکن وہ سمجھتے نہیں ان سے

امام غزالیؒ نے اس آیت میں بھی فقہ سے مراد ایمان نہ سمجھنا لیا ہے۔ نہ کے فتاوی جات کا علم۔ آپ لکھتے ہیں

وأراد به معاني الإيمان دون الفتاوى؛ ولعمري إن الفقه والفهم في اللغة اسمان بمعنى واحد[27]

ترجمہ: (اس میں ایمان کے معانی نہ سمجھنا مراد ہے، فتاوی کو نہ سمجھنا مراد نہیں۔ میری زندگی کی قسم! لغت میں فقہ اور فہم دونوں ہم معنی ہیں۔)

پس امام غزالیؒ کے نزدیک فقہ کا اصل معنی فکرِ آخرت کا علم ہے نہ کے مروجہ علمِ فقہ جس میں محض فتاویٰ جات پر زور دیا جاتا ہے۔ امام غزالیؒ کے نزدیک لفظِ فقہ کو اصلی معنی سے پھیر دیا گیا ہے اور یہ مذموم ہے۔ پس قرآنی آیات کی تفسیر میں فقہ سے امام صاحبؒ نے جو مراد لی ہے وہ آپ کی انفرادیت ہے۔ آپؒ اپنے مؤقف کی وضاحت میں تحریر کرتے ہیں۔

ولست أقول إن اسم الفقه لم يكن متناولاً للفتاوى في الأحكام الظاهرة، ولكن كان بطريق العموم والشمول أو بطريق الاستتباع؛ فكان إطلاقهم له على علم الآخرة أكثر،[28]

ترجمہ: (میں یہ نہیں کہتا کے فقہ کا لفظ ظاہری احکام کے فتاویٰ کو شامل نہیں بلکہ بطریقِ عموم و شمول اور بالتبع انہیں بھی شامل ہے لیکن اسلاف اس کا اطلاق علمِ آخرت پر کرتے تھے۔)

توحید

امام غزالی کے نزدیک وہ الفاظ جو اپنے اصل معنی میں استعمال نہیں ہوتے ان میں سے ایک توحید ہے۔ عقیدۂ توحید کا عمومی تصور یہی لیا جاتا ہے کے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کیا جائے کہ اللہ ایک ہے۔ اسکی ذات وصفات میں کوئی بھی اس کا شریک نہیں ہے۔ اس عقیدہ میں تھوڑی سی کمی کجی بندہ مؤمن کو دائرۂ ایمان سے خارج کر دیتا ہے۔ لہذا اس عقیدہ کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرنا نہایت ضروری ہے۔ پس امام غزالیؒ نے بھی عقیدۂ توحید میں جو قرآنی آیات اور تفسیری نکات ذکر فرمائے ہیں ان میں آپؒ نے توحید خالص پر زور دیا ہے۔ آپؒ کے خیال میں عقیدۂ

توحید علم کلام سے الگ ہے۔ پس آپ نے توحیدِ خالص یا حقیقی توحید سے خارج امور کا جب ذکر فرمایا تو خواہشِ نفس کی پیروی کو بھی ان میں شمار کیا ہے۔ گویا جو خواہش نفس کی پیروی کرنے والا ہے وہ عقیدۂ توحید کا منکر ہے۔ آپ لکھتے ہیں

ويخرج عن هذا التوحيد اتباع الهوى، فكل متبع هواه فقد اتخذ هواه معبوده.[29]

ترجمہ: (اس توحید سے خواہشِ نفس کی پیروی خارج ہے اور ہر وہ شخص جس نے خواہشِ نفس کی پیروی اس نے خواہشِ نفس کو ہی اپنا معبود بنالیا۔)

آپؒ نے اپنے اس قول پر دلیل درج ذیل آیت کو پیش کرتے ہیں۔

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـهَهٗ هَوٰىهُ[30] ذرا اس کی طرف تو دیکھو جس نے بنالیا ہے اپنا خدا، اپنی خواہش کو

پس امام غزالیؒ کے نزدیک توحیدِ خالص یہ ہے کہ بندہ خواہشاتِ نفس کو بھی ترک کر دے۔ آپؒ نے دوسری چیز جسے توحید سے خارج قرار دیا ہے وہ دل کا دنیا اور اہلِ دنیا کی طرف مائل ہونا ہے۔ آپؒ کے نزدیک اقرارِ توحید کی تصدیق کے لیے قلبی توجہات کا مرکز صرف اللہ رب العزت کی ذات کا بنانا ضروری ہے۔ چنانچہ آپؒ دل کو توحیدِ خالص کا مرکز اور سرچشمہ قرار دیتے ہوئے اس آیت سے دلیل پکڑتے ہیں۔

قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ[31]

آپ فرما دیجیے اللہ! پھر چھوڑ دیجیے انھیں (تاکہ) وہ اپنی بیہودہ باتوں میں کھیلتے رہیں۔

وليس المراد به القول باللسان، فإنما اللسان ترجمان يصدق مرة ويكذب أخرى. وإنما موقع نظر الله تعالى المترجم عنه هو القلب، وهو معدن التوحيد ومنبعه[32]

ترجمہ: (اس سے مراد محض زبان سے کہہ دینا نہیں کیونکہ زبان تو ترجمان ہوتی ہے کبھی سچ بولتی ہے اور کبھی جھوٹ، اور اللہ کی نظر میں جس کی ترجمانی زبان کرتی ہے وہ دل ہے اور دل ہی توحید کا مرکز اور سرچشمہ ہے۔)

پس امام غزالیؒ نے ان آیات میں توحید خالص کا تصور پیش کیا ہے اور اس بات پر زور دیا ہے کے عصرِ حاضر میں علمِ کلام اور مناظرہ کرنے کے طریقوں کا علم توحید کہلانے لگا ہے۔ حالانکہ توحیدِ خالص کا تصور اس سے الگ ہے۔

حکمت

وہ الفاظ جو اصلی معنی سے پھیر دیئے گئے ہیں ان میں سے ایک حکمت بھی ہے۔ امام صاحب کے نزدیک حکمت سے مراد اللہ کی طرف سے عطا کردہ دانائی اور الہامی علم ہے جبکہ عصرِ حاضر میں اس سے مراد طب لی جاتی ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 2 |January –June 2021
PP: 100-121

فإن اسم الحكيم صار يطلق على الطبيب والشاعر والمنجم حتى على الذي يدحرج القرعة على أكف السوادية في شوارع الطرق.[33]

ترجمہ: (پس حکیم کا نام اب طبیب، شاعر، نجومی پر بولا جاتا ہے۔ حتیٰ کے اس شخص پر بھی بولا جاتا ہے جو راستوں میں بیٹھ کر لوگوں کے ہاتھوں پر قرعہ ڈالتا ہے۔) آپؒ نے حکمت کی تعریف میں درج ذیل آیت بطورِ دلیل پیش کی ہے۔

يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا[34]

عطافرماتا ہے دانائی جسے چاہتا ہے اور جسے عطا کی گئی دانائی تو یقیناً اسے دے دی گئی بہت بھلائی۔

پس آپؒ فرماتے ہیں کے حکمت اللہ کی طرف سے عطا کردہ دانائی اور عطائی علم ہے نہ کہ طب وغیرہ جیسے کہ عام مراد لی جاتی ہے۔ پس آپؒ لکھتے ہیں۔

فانظر ما الذي كانت الحكمة عبارة عنه، وإلى ماذا نقل،[35]

ترجمہ: (پس تم غور کرو کہ حکمت کس چیز کا نام ہے اور اب اسے کس معنیٰ میں منتقل کر دیا گیا ہے۔)

مناظرہ اور اسکی آفات

طلِ حق اور حصولِ علم کے لئے مناظرہ جائز ہی نہیں بلکہ لازم ہے۔ اللہ پاک نے خود "وجادلھم بالتی ھی احسن" کو قول سے مناظرہ کی دعوت دی ہے۔ مگر دورِ حاضر میں مناظرہ کی شرائط و مقاصد کو پسِ پشت ڈال دیا گیا ہے جس کی وجہ سے مناظرہ ذریعہِ علم کی بجائے فساد کا ذریعہ بن گیا ہے۔ پس امام غزالیؒ نے جہاں مناظرہ کی آفات کو قرآن و حدیث کے حوالہ سے بیان فرمایا ہے وہاں طلبِ حق کے لئے مناظرہ کے جواز اور اس کی شرائط کو بھی ذکر فرمایا ہے۔ آپؒ کے نزدیک مناظر کی فرضِ عین علوم پر مہارت، فرض کفایہ سے فراغت، مقامِ مجتہد، مدِ مقابل کا احترام اور طلبِ حق جیسی کڑی شرائط کا ہونا صحتِ مناظرہ کے لیے ضروری ہے۔ اسی وجہ سے آپؒ نے دورِ حاضر کے حوالہ سے مناظرہ کی آفات کو تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ یہاں پر قرآنی نقطہِ نظر سے مناظرہ کی آفات کو ذکر کیا جائے گا۔ چناچہ خود پسندی کو آپؒ نے مناظرہ کی بڑی آفت قرار دیا ہے۔

فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى[36] پس اپنی خودستائی نہ کیا کرو۔ وہ خوب جانتا ہے کہ کون پرہیز گار ہے

آپؒ نے خود پسندی کو مناظرہ کی بڑی آفت قرار دیتے ہوئے اِس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے۔

ولا يخلو المناظر من الثناء على نفسه بالقوة والغلبة والتقدم على الأقران[37]

ترجمہ: (مناظر قوتِ غلبہ اور اپنے ہم عصروں پر فوقیت کے ساتھ اپنی تعریف سے نہیں رہ سکتا ہے۔)

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 2 |January –June 2021
PP: 100-121

مناظرہ کی آفت میں سے دوسری آفت لوگوں کے عیوب کی تلاش کرنا ہے۔امام غزالی اس آیت سے استدلال فرماتے ہیں۔ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا [38] ترجمہ:(اور نہ جاسوسی کیا کرو)

مناظر اپنی حجت قائم کرنے کے لئے دوسروں کے عیبوں کی ٹو میں رہتا ہے اور یہ خود بڑی آفت ہے۔آپؒ اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

والمناظر لا ينفك عن طلب عثرات أقرانه وتتبع عورات خصومه[39]

ترجمہ:(مناظر اپنے ہم عصروں کی خطائیں اور عیوب تلاش کرنے سے باز نہیں آسکتا۔)

معلم اور متعلم کے آداب

مناظرہ کی آفات کے بعد امام غزالیؒ نے شاگرد اور استاد کے آداب کو ذکر فرمایا ہے۔چونکہ انسان پیدائش سے لیکر موت تک سیکھنے کے عمل میں سرگرداں رہتا ہے پس ضروری ہے کے کہ متعلم اور معلم کے آداب پر موجود تفسیری نکات سامنے لائے جائیں۔ذیل میں ان آداب پر قرآنی نقطۂ نظر سے بحث کی کائے گی۔

دل کی پاکیزگی

طالبِ علم کا پہلا اور ضروری کام دل کی پاکیزگی ہے۔چنانچہ آپ لکھتے ہیں۔

تقديم طهارة النفس عن رذائل الأخلاق ومذموم الأوصاف إذ العلم عبادة القلب[40]

ترجمہ:(سب سے پہلے طالب علم اپنے دل کو برے اخلاق اور بری صفات سے پاک کرے کیونکہ علم دل کی عبادت ہے۔)

علم چونکہ نور ہے پس اس کے لئے دل کا پاک ہونا ضروری ہے۔آپ فرماتے ہیں کے پاکی ظاہری بھی ہوتی ہے اور باطنی بھی۔اس پر آپؒ نے یہ آیت بطور دلیل پیش کی ہے۔

اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ[41] (مشرکین تو نرے ناپاک ہیں۔)

اس آیت سے پتا چلتا ہے کے مشرک بظاہر اگرچہ صاف ستھرے کپڑے پہنتے ہیں مگر چونکہ ان کا باطن ناپاک ہے تو ان کو نجس کہا گیا ہے تو علم کے حصول کے لئے دل کی طہارت ضروری ہے۔

دنیاوی مشغولیت سے اجتناب

امام غزالیؒ نے طالب علم کے آداب میں سے دوسرا ادب دنیاوی مشغولیت سے اجتناب اور تعلقات کو کم کرنا ہے۔آپؒ لکھتے ہیں

أن يقلل علائقه من الاشتغال بالدنيا ويبعد عن الأهل والوطن فإن العلائق شاغلة وصارفة[42]

ترجمہ:(طالب علم اپنی دنیاوی مشغولیت کو کم کرے اور اپنے گھر والوں اور وطن سے دور رہے کیونکہ یہ تعلقات اسے مشغول رکھتے ہیں اور حصولِ علم سے پھیر دیتے ہیں۔)آپ اس پر یہ آیت بطور استشہاد پیش کرتے ہیں

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ [43]

نہیں بنائے اللہ تعالیٰ نے ایک آدمی کے لیے دو دل اس کے شکم میں

چونکہ انسان کے سینے میں ایک ہی دل ہے پس طالب علم کو چاہئے کہ وہ تمام تر توجہ حصولِ علم پر مرکوز کرے اور دنیاوی مصروفیات اور مشغولیات پر توجہ نہ دے۔

علم پر تکبر نہ کرنا

امام غزالیؒ نے متعلم کے آداب میں سے ایک ادب علم پر تکبر نہ کرنا قرار دیا ہے۔ بالخصوص ایک طالب علم کو اپنے استاد کے سامنے ہمیشہ عاجزی کا اظہار کرنا چاہیے۔ علم تواضع اور توجہ سے سنے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ امام صاحب نے اس آیت کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ [44]

بیشک اس میں نصیحت ہے اس کے لیے جو دل (بینا) رکھتا ہو یا (کلام الٰہی کو) کان لگا کر سنے متوجہ ہو کر

اس کی تشریح میں آپؒ لکھتے ہیں۔

ومعنى كونه ذا قلب أن يكون قابلاً للعلم فهماً، ثم لا تعينه القدرة على الفهم حتى يلقي السمع وهو شهيد حاضر القلب ليستقيل كل ما ألقى إليه بحسن الإصغاء والضراعة والشكر والفرح وقبول المنة. [45]

ترجمہ:(دل رکھنے سے مراد یہ ہے کہ وہ علم کو سمجھ سکتا ہو پھر سمجھنے کی قدرت اسے فائدہ نہ دے گی جب تک کہ وہ توجہ کے ساتھ کان لگا کر نہ سنے گا تاکہ جو کچھ اچھی توجہ، انکساری، شکر، خوشی اور احسان ماننے کے ساتھ اسے قبول کر لے۔)

امام غزالیؒ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کو واقعے سے بھی قرآنی آیات کو آدابِ متعلم میں نقل کرتے ہوئے ذکر کیا ہے۔

اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰي مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ، فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْـــــــــَٔلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا [46]

آپ میرے ساتھ صبر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔اور آپ صبر کر بھی کیسے سکتے ہیں اس بات پر جس کی آپ کو پوری طرح خبر نہیں۔ اگر آپ میرے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو مجھ سے کسی چیز کے بارے میں پوچھیے نہیں یہاں تک کہ میں آپ سے اس کا خود ذکر کروں۔

پس ایک متعلم کو استاد سے سوال کرنے کے آداب کا پورا پورا لحاظ ہونا چاہیئے اور اپنے استاد کی رائے کو ہمیشہ مقدم رکھنا چاہیئے۔ان آیات سے استدلال کرتے ہوئے آپؒ لکھتے ہیں۔

وبالجملة كل متعلم استبقى لنفسه رأياً واختياراً دون اختيار المعلم فاحكم عليه بالإخفاق والخسران.[47]

ترجمہ:(مختصر یہ کہ جو شاگرد استاد کے سامنے اپنی رائے کو ترجیح دیتا ہے اس پر محرومی اور خسارے کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔)

ایک فن کی تکمیل کے بعد دوسرے فن کی طرف متوجہ ہونا۔

امام غزالیؒ کے نزدیک کسی نئے فن کو سیکھنے سے پہلے متعلم کا سابقہ فن میں مکمل مہارت حاصل کرنا ضروری ہے جسے وہ پہلے سیکھ رہا ہے۔آپ اس پر درج ذیل آیت کو بطورِ دلیل پیش کرتے ہیں۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ[48] جن کو ہم نے کتاب دی وہ اس کی تلاوت کا حق ادا کرتے ہیں۔

اس کی تفسیر میں آپ لکھتے ہیں

أي لا يجاوزون فناً حتى يحكموه علماً وعملاً،[49]

ترجمہ:(یعنی وہ ایک فن سے اس وقت تک آگے نہیں بڑھتے جب تک علم و عمل کے لحاظ سے اسے پختہ نہ کر لیں)

معلم کے آداب

علم کے تمام مراحل میں سب سے افضل علم کو دوسروں تک پہنچانا ہے۔امام غزالیؒ نے درج ذیل قرآنی آیات سے استنباط کرتے ہوئے معلم کے آداب تحریر کئے ہیں۔

رضاءِ الٰہی کا حصول

استاد کو چاہیئے کہ وہ اللہ کی خوشنودی اور رضا کے لئے علم سکھائے، نہ طلباء پر کوئی احسان جتائے اور نہ ہی کسی اجر کا مطالبہ کرے۔ علم کے ابلاغ کا اجر صرف اللہ سے طلب کرے۔امام غزالیؒ لکھتے ہیں۔

فلا يطلب على إفادة العلم أجراً ولا يقصد به جزاء ولا شكراً بل يعلم لوجه الله تعالى وطلباً للتقرب إليه[50]

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 2 |January –June 2021
PP: 100-121

ترجمہ: (پس معلم علم پر اجرت طلب نہ کرے اور نہ اس سے کسی صلے یا شکر کا قصد کرے بلکہ اللہ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے علم سکھائے۔) اپنے اس قول پر دلیل آپؒ نے یہ آیت پیش کی ہے۔

وَيٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔــلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَي اللّٰهِ[51]

اور اے میری قوم! میں نہیں طلب کرتا تم سے اس (تبلیغ) پر کوئی مال۔ میرا اجر مگر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔

سیکھنے والوں کے معیارِ عقل کا لحاظ رکھنا

معلم کو چاہیئے کے طلباء کی عقول کے مطابق ان سے گفتگو کرے اور ان کی عقول کا لحاظ کرتے ہوئے انہیں تعلیم دے۔ اس مناسبت سے امام غزالیؒ کا نقطہِ نظر یہ ہے کے نااہل لوگوں سے علم کو چھپانا اور انہیں تعلیم نہ دینا معلم پر لازم ہے۔ آپؒ اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاۗءَ اَمْوَالَكُمُ[52] اور نہ دے نادانوں کو اپنے مال۔

تنبيهاً على أن حفظ العلم ممن يفسده ويضره أولى، وليس الظلم في إعطاء غير المستحق بأقل من الظلم في منع المستحق[53]

ترجمہ: (اس آیت میں تنبیہ ہے کہ جو علم کو نقصان پہنچائے اس سے علم کو بچانا زیادہ بہتر ہے۔ نااہل کو علم سکھانے کا ظلم، علم کو اس کے اہل سے روکنے سے کم نہیں۔)

گویا اہلِ ضرر کو علم دینا جو علم سیکھنے کے بعد معاشرے میں مزید بگاڑ پیدا کرے جائز نہیں بلکہ انہیں علم نہ دینا افضل ہے۔

باعمل معلم

معلم کو چاہیئے کے وہ طلباء کو جو علم و حکمت سکھائے خود سختی سے اس پر عمل کرنے والا ہو۔ معلم کے قول و فعل میں تضاد طلباء میں علم و عمل کی تاثیر میں کمی کا باعث بنتا ہے۔ پس معلم کو اپنے قول و فعل میں یکسانیت لانی چاہیئے ورنہ اس کے طلباء بھی اس کی اقتداء میں گمراہ ہو جائیں گے۔ امام غزالیؒ اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ[54] کیا تم حکم کرتے ہو (دوسرے) لوگوں کو نیکی کا اور بھلا دیتے ہو اپ آپ کو۔

ولذلك كان وزر العالم في معاصيه أكثر من وزر الجاهل إذ يزل بزلته علام كثير ويقتدون به[55]

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 2 |January –June 2021
PP: 100-121

ترجمہ: (اسی وجہ سے عالم کے گناہوں کا بوجھ جاہل کے گناہوں سے زیادہ ہوتا ہے کیونکہ عالم کے پھسلنے سے خلقِ کثیر پھسلتی ہے اور لوگ اس کی پیروی کرتے ہیں۔)

بد عمل عالم کے حوالہ سے امام غزالیؒ نے قرآن مجید میں مذکور بلعم بن باعوراء کو واقعہ سے بھی استدلال کیا ہے۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ[56]

اور پڑھ سنائیے انہیں حال اس کا جسے دیا ہم نے (علم) اپنی آیتوں کا تو وہ کترا کر نکل گیا ان سے تب پیچھے لگ گیا اس کے شیطان تو ہو گیا وہ گمراہوں میں۔

اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا:

فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ[57]

اس کی مثال کتے جیسی ہے اگر حملہ کرے اس پر تب بھی ہانپے اور اگر تو اسے چھوڑ دے تب بھی ہانپے۔

امام غزالیؒ ان آیات کی تشریح میں لکھتے ہیں

كذلك العالم الفاجر فإن بلعام أوتي كتاب الله تعالى فأخلد إلى الشهوات فشبه بالكلب أي سواء أوتي الحكمة أو لم يؤت فهو يلهث إلى الشهوات[58]

ترجمہ: (یہی حال بد عمل عالم کا ہوگا۔ بلعم کو کتاب اللہ کا علم دیا گیا تھا مگر وہ خواہشات کی طرف مائل ہو گیا۔ چنانچہ اسے کتے سے تشبیہ دی گئی یعنی اسے حکمت ملے نہ ملے وہ خواہشات کی طرف ہانپتا ہے۔)

علماءِ دنیا اور علماءِ آخرت

امام غزالیؒ نے معلم کے آداب کے متصل بعد ہی علماءِ دنیا اور علماءِ آخرت کے حوالہ سے گفتگو فرمائی ہے۔

علماءِ دنیا و آخرت کی تعریف میں آپؒ لکھتے ہیں

وقد وصف الله علماء السوء بأكل الدنيا بالعلم ووصف علماء الآخرة بالخشوع والزهد.[59]

ترجمہ: (اللہ عزوجل نے برے علماء کا یہ وصف بیان کیا ہے کے وہ علم کے بدلے دنیا کماتے ہیں اور علماءِ آخرت کو خشوع وزہد کے وصف سے متصف فرمایا ہے۔)

اس پر دلیل امام غزالیؒ نے درج ذیل آیات پیش کی ہیں۔ علماءِ دنیا کے حوالہ سے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا":

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ ۡ فَنَبَذُوْهُ وَرَاۗءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَـــنًا قَلِيْلًا[60]

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 2 |January –June 2021
PP: 100-121

اور یاد کرو جب لیا اللہ تعالیٰ نے پختہ وعدہ ان لوگوں سے جنھیں کتاب دی گئی کہ تم ضرور کھول کر بیان کرنا اسے لوگوں سے اور نہ چھپانا اس کو تو (اُلٹا) انھوں نے پھینک دیا اس وعدہ کو اپنی پشتوں کے پیچھے اور انھوں نے خرید لی اس کے عوض تھوڑی سی قیمت۔

اور علماءِ آخرت کے حوالہ سے اللہ پاک کا ارشاد ہے

وَ اِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ [61]

اور بیشک بعض اہل کتاب ایسے ہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ تعالیٰ پر اور اس پر جو اتارا گیا تمہاری طرف اور جو اتارا گیا ان کی طرف عاجزی (اور نیاز مندی) کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ کے لیے نہیں سودا کرتے اللہ کی آیتوں کا حقیر قیمت پر یہ وہ ہیں جن کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے۔

علماءِ آخرت کے پانچ اخلاق

امام غزالیؒ نے علماءِ آخرت کی پانچ نشانیاں بیان کی ہیں۔ آپؒ کے نزدیک علماءِ آخرت میں یہ اخلاق ہونا ضروری ہیں۔ وہ پانچ اخلاق امام غزالیؒ نے قرآن مجید کی پانچ آیات سے اخذ کیے ہیں۔ آپؒ لکھتے ہیں۔

وقيل خمس من الأخلاق هي من علامات علماء الآخرة مفهومة من خمس آيات من كتاب الله عز وجل:[62]

ترجمہ: (منقول ہے کہ کتاب اللہ کی پانچ آیات میں سے جو پانچ اخلاق سمجھے گئے ہیں وہی علماءِ آخرت کی علامات ہیں۔)

پس امام صاحبؒ نے وہ پانچ آیات اور ان سے اخذ کردہ علماءِ آخرت کے اخلاق کو ذکر کیا ہے۔

خشیت: اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ثابت ہے

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا [63]

اللہ کے بندوں میں سے صرف علماء ہی (پوری طرح) اس سے ڈرتے ہیں.

خشوع: خشوع کا ذکر اس آیت میں ہے

خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا [64]

عاجزی (اور نیاز مندی) کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ کے لیے نہیں سودا کرتے اللہ کی آیتوں کا حقیر قیمت پر

تواضع: تواضع کا ذکر اس آیت میں ہے

وَ اخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ [65]

اور نیچے کیجیے اپنے پروں کو مومنوں کے لیے

حسنِ اخلاق: حسنِ اخلاق کا ثبوت اس فرمانِ باری تعالیٰ میں ہے

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللهِ لِنْتَ لَهُمْ[66]

پس (صرف) اللہ کی رحمت سے آپ نرم ہوگئے ہیں ان کے لیے

زہد: اللہ تعالی کے اس قول سے ثابت ہے

وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا[67]

اور کہا ان لوگوں نے جنہیں (دنیا کی بے ثباتی کا) علم دیا گیا تھا حیف تمہاری عقل پر۔ اللہ کا ثواب بہتر ہے اس کے لیے جو ایمان لے آیا اور نیک عمل کیے۔

پس امام غزالیؒ کے نزدیک وہ علماء ہی علماءِ آخرت ہیں جن میں یہ پانچ صفات پائی جائیں گی۔

انشراحِ صدر اور فکرِ آخرت

امام غزالیؒ نے اس آیت مبارکہ کی توضیح میں حضرت محمد ﷺ کا قول نقل کرتے ہوئے یہ ثابت کیا ہے کہ انشراحِ صدر سے مراد آخرت کی فکر نصیب ہونا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

فَمَنْ يُّرِدِ اللهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ[68]

اور جس (خوش نصیب) کے لیے ارادہ فرماتا ہے اللہ کہ ہدایت دے اسے تو کشادہ کردیتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لیے۔

تو آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ "شرح" سے کیا مراد ہے تو آپ نے فرمایا

"إن النور إذا قذف في القلب انشرح له الصدر وانفسح " قيل: فهل لذلك من علامة؟ قال صلى الله عليه وسلم " نعم التجافي عن دار الغرور والإنابة إلى دار الخلود، والاستعداد للموت قبل نزوله[69]"

ترجمہ: (جب نور دل میں داخل کیا جاتا ہے تو اس کے لئے سینہ کھول دیا جاتا ہے اور کشادہ ہو جاتا ہے۔ پھر عرض کی گئی: "کیا اس کی کوئی علامت بھی ہے؟" ارشاد فرمایا" ہاں! دھوکے کے گھر (دنیا) سے دور رہنا اور دائمی گھر (آخرت) کی طرف رجوع کرنا اور موت سے پہلے اس کے لئے تیار رہنا۔")

عقل کی فضیلت

امام غزالیؒ نے علم کے باب میں عقل کو ذکر فرمایا ہے کیونکہ عقل علم کا منبع اور بنیاد ہے۔ علم کی تحصیل اور تبلیغ میں عقل کو لازمی طور پر دخل ہے۔ عقل کے بغیر نہ تو علم کا حصول ممکن ہے اور نہ ہی اسکی تبلیغ۔امام صاحبؒ نے عقل کی فضیلت میں چار آیات بطور استشہاد پیش کی ہیں۔آپؒ اس آیت میں نور سے مراد عقل لیتے ہیں۔

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ[70]

اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق ہو اس میں چراغ ہو۔

آپ لکھتے ہیں: **وقد سماه الله نوراً في قوله تعالى**[71]

ترجمہ :(اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اس ارشاد میں عقل کا نام نور رکھا ہے۔)

آپؒ درج ذیل آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا[72]

اور اسی طرح ہم نے بذریعہ وحی بھیجا آپ کی طرف ایک جانفزا کلام اپنے حکم سے۔

وسمى العلم المستفاد منه روحاً ووحياً وحياة[73]

ترجمہ :(اور علم جو عقل سے حاصل ہوتا ہے اسے اللہ تعالیٰ نے روح، وحی اور حیات قرار دیا ہے)

پس عقل جو علم کا منبع اور بنیاد ہے اسکی کتاب اللہ میں اتنی فضیلت ہے کے اسے روح، وحی اور حیات قرار دیا ہے تو خود علم کی عظمت کا عالم کیا ہو گا۔

خلاصہ بحث

اس بحث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ احیاء علومِ الدین "کتاب العلم " میں امام غزالیؒ نے نہ صرف علم اور اسکی اقسام اور آدابِ معلم و متعلم کو ذکر فرمایا ہے بلکہ علم کی آفات اور علم کی ترویج کے ساتھ پیدا ہونے والی بیماریوں کا بھی ذکر فرمایا ہے۔اور ساتھ قرآنی نقطۂ نظر ان کا عملی تدارک بھی تجویز کیا ہے۔امام صاحبؒ نے "کتاب العلم " میں 136 آیات ذکر کی ہیں۔قرآن مجید شریعتِ اسلامیہ کا پہلا اور بنیادی مآخذ ہے۔امام صاحب نے قرآنی آیات اور انکی تشریح سے دلکش تفسیری نمونے پیش کئے ہیں۔

اس بحث سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ امام غزالیؒ صرف فلسفی، محدث، صوفی اور فقیہ ہی نہیں بلکہ ماہرِ تعلیم اور ماہرِ قرآن یعنی مفسر بھی ہیں۔آپؒ کا قرآن مجید سے شغف اور تفسیری مہارت نکھر کر سامنے آتی ہے۔ تفسیری نکات میں آپؒ کے تفردات اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ امام صاحب ماہرِ تفسیر اور حقیقی معنی میں مفسر ہیں۔

حواشی و حوالہ جات

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 2 |January –June 2021
PP: 100-121

1. سورۃالبقرۃ:31 Surah Al Baqra: 31

2 سورہ آل عمران:18 Surah Al Imran : 18

3 غزالی،الامام ابی حامد محمد بن محمد،احیاءعلوم الدین،مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ 2002،ج:1،ص:21

Al-Ghazali, Abū Hamid Muhammad Bin Muhammad, *Iḥyā' 'Ulūm al-Dīn*, (Queta: Maktaba Rashidia Sirki road,2002), 1: 21.

4 سورۃالنمل:40 Surah Al Namal: 40

5 احیاءعلوم الدین،ج:1،ص:21 *Iḥyā' 'Ulūm al-Dīn*, 1:21

6 سورۃالقصص:80 Surah Al Qasas: 80

7 احیاءعلوم الدین،ج:1،ص:21 Iḥyā' 'Ulūm al-Dīn, V: 1, P:21

8 سورۃالاعراف:26 Surah Al Airaf: 26

9 احیاءعلوم الدین،ج:1،ص:21 Iḥyā' 'Ulūm al-Dīn, V: 1, P:21

10 سیوطی،جلال الدین،الدر المنثور فی التفسیر بالماثور، تحقیق،عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی،مرکز هجر للبحوث الدراسات العربیۃ والاسلامیۃ قاھرہ۔1424ھ،جلد6،ص354

Sayooti, Jilal aldeen, Aldur Ul Mansoor fi Altafseer BilMasoor, Tahqeeq, Abdullah Bin Abdul Mohsin AlTurky, (Cairo: Markiz Hijir LilBahoos Aldarassat Alarabia wa Al Islamia, Edition 1424 A.H) V:6, P:354

11 الازہری،پیر محمد کرم شاہ،ضیاالقرآن،ضیاالقرآن پبلی کیشنز لاہور1976،جلد2،ص21-22

Al-Azhari, Peer Karam Shah, Zia ul Quran,(Lahore: Zia Ul Quran Publications, 1976), 2, :21-22

12 سورۃالبقرۃ:201 Surah Al Baqara:201

13 احیاءعلوم الدین،ج:1،ص:25 Iḥyā' 'Ulūm al-Dīn, V: 1, P:21

14 سورۃالبقرۃ:129 Surah Al Baqara: 129

15 ابن ماجہ،ابی عبداللہ محمد بن یزید القزوینی،سنن ابن ماجہ،کتاب المقدمہ،باب17،فضل العلماء،حدیث نمبر229،ص39، بیت الافکار الدولیۃ،ریاض

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 2 |January –June 2021
PP: 100-121

Ibn.e.Maja, Abi Abdullah Muhammad bin Yazeed Alqazweeni, Sunnan Ibn.e.Maja, kitab.ul. Maqdama, chapter 17, Hadith: 229,(Riyyad,Biyat ul Afkar Aldowlia) P:39

16 سورۃالتوبۃ:122 Surah Al Toba:122

17 احیاءعلوم الدین،ج:1،ص:27 Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn, V: 1, P:27

18 سورۃآل عمران:187 Surah Aal Imran: 186

19 احیاءعلوم الدین،ج:1،ص:27 Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn, V: 1, P:27

20 سورۃالبقرۃ:164 Surah Al Baqara:164

21 احیاءعلوم الدین،ج:1،ص:27 Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn, V: 1, P:27

22 سورۃالبقرۃ:283 Surah Al Baqara:283

23 احیاءعلوم الدین،ج:1،ص:27 Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn, V: 1, P:27

24 سورۃالتوبۃ:122 Surah Al Toba:122

25 احیاءعلوم الدین،ج:1،ص:54 Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn, V: 1, P:54

26 سورۃالاعراف:179 Surah Al Aaraf:179

27 احیاءعلوم الدین،ج:1،ص:54 Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn, V: 1, P:54

28 احیاءعلوم الدین،ج:1،ص:54 Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn, V: 1, P:54

29 احیاءعلوم الدین،جلداول،ص:55 Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn, V: 1, P:55

30 سورۃالجاثیۃ:23 Surah Al Jasiya: 23

31 سورۃالانعام:91 Surah Al Inaam:91

32 احیاءعلوم الدین،ج:1،ص:56 Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn, V: 1, P:56

33 احیاءعلوم الدین،جلداول،ص:61 Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn, V: 1, P:61

34 سورۃالبقرۃ:269 Surah Al Baqara:269

35 احیاءعلوم الدین،ج:1،ص:61 Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn, V: 1, P:61

36 سورۃالنجم:32 Surah Al Najam:32

37 احیاءعلوم الدین،ج:1،ص:70 Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn, V: 1, P:70

38 سورۃالحجرات:12 Surah Al Hujraat:12

39 احیاءعلوم الدین،ج:1،ص:70 Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn, V: 1, P:70

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 2 |January –June 2021
PP: 100-121

[40] احیاءعلوم الدین،ج:1،ص:73 Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn, V: 1, P:73

[41] سورۃالتوبۃ:28 Surah Al Toba:28

[42] احیاءعلوم الدین،ج:1،ص:74-75 Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn, V: 1, P:74-75

[43] سورۃالاحزاب:4 Surah Al Ahzaab:4

[44] سورۃق:37 Surah Al Qaf:37

[45] احیاءعلوم الدین،ج:1،ص:75 Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn, V: 1, P:75

[46] سورۃالکہف:68،70 Surah Al Kahaf:68.70

[47] احیاءعلوم الدین،ج:1،ص:76 Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn, V: 1, P:76

[48] سورۃالبقرۃ:121 Surah Al Baqara:121

[49] احیاءعلوم الدین،ج:1،ص:78 Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn, V: 1, P:78

[50] احیاءعلوم الدین،ج:1،ص:82 Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn, V: 1, P:82

[51] سورۃھود:29 Surah Hood: 29

[52] سورۃالنساء:5 Surah Al Nisa: 5

[53] احیاءعلوم الدین،ج:1،ص:84 Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn, V: 1, P:84

[54] سورۃالبقرۃ:44 Surah Al Baqara: 44

[55] احیاءعلوم الدین،ج:1،ص:85 Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn, V: 1, P:85

[56] سورۃالاعراف:175 Surah Al Aaraf: 175

[57] سورۃالاعراف:176 Surah Al Aaraf: 176

[58] احیاءعلوم الدین،ج:1،ص:87 Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn, V: 1, P:87

[59] احیاءعلوم الدین،ج:1،ص:88 Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn, V: 1, P:87

[60] سورۃآل عمران:187 Surah Al Imran: 186

[61] سورۃآل عمران:199 Surah Al Imran: 199

[62] احیاءعلوم الدین،ج:1،ص:107 Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn, V: 1, P:107

[63] سورۃفاطر:28 Surah Faater:28

[64] سورۃآل عمران:199 Surah Al Imran: 199

Surah Al Imran: 199	65 سورۃآل عمران:199
Surah Al Imran: 199	66 سورۃآل عمران:159
Surah Al Qasas:80	67 سورۃالقصص:80
Surah Al Inaam: 125	68 سورۃالانعام:125
Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn, V: 1, P:107	69 احیاءعلوم الدین،ج:1،ص:107
Surah Al Noor: 35	70 سورۃالنور:35
Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn, V: 1, P:114	71 احیاءعلوم الدین،ج:1،ص:114
Surah Al Shoora:52	72 سورۃالشوریٰ:52
Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn, V: 1, P:114	73 احیاءعلوم الدین،ج:1،ص:114

@ 2017 by the author, Licensee University of Chitral, Journal of Religious Studies. This article is an open access article distributed under the terms and conditions of the Creative Commons Attribution (CC BY) (http://creativecommons.org/licenses/by/4.0/).